مسانید سیرت اور استحکام پاکستان

پروفیسر ڈاکٹر محمد طفیل
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

پاکستان ایک نظریاتی ریاست ہے۔ اس ریاست کے نظریہ کا خمیر اسلام سے اٹھایا گیا۔ اسلام ہی پاکستان کی جان، آن اور پہچان ہے۔ اس لیے پاکستان میں اسلام جس قدر معروف، مضبوط اور توانا ہو گا، پاکستان اسی نسبت سے مستحکم اور قوی ہو گا۔ اس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں کہ پاکستان کی تمام اکائیوں، قبائل، لسانی گروہوں، خطوں اور علاقوں میں اسلام ہی مشترک قدر ہے۔ یہ دین ہی اس مملکتِ خداداد کو قوتِ نافذہ عطا کرتا ہے اسی لیے وطن عزیز کے طول و عرض میں چپہ چپہ پر اسلامی ادارے، دینی مراکز اور مذہبی عبادت گاہیں قائم اور سرگرم عمل ہیں۔ چنانچہ پورے پاکستان میں مساجد، دینی مدارس، اسلامی مراکز، مزارات اور عبادت گاہوں کا جال بچھا ہوا ہے۔

اسلام کا بنیادی عنصر کلمہ طیبہ یا کلمہ شہادت دو اجزاء پر مشتمل ہوتا ہے۔ جس کا پہلا حصہ توحید الٰہی کے عقیدہ کا مظہر ہے اور دوسرا اجزو عقیدہ رسالت کا آئینہ دار ہے۔ عقیدہ توحید تمام الہامی مذاہب کی مشترکہ میراث ہے اور قرآنی تعلیمات کے مطابق یہ توحید تمام اہل کتاب کی متاع بے کراں ہے۔ جبکہ عقیدہ رسالت اسی کا دوسرا جزو ہے۔ نیز توحید الٰہی کی حقیقت اور اس کی اصل ماہیت بھی نبی کے ذریعے سے ہی سمجھی جاتی ہے۔ کیونکہ ہر نبی اپنے خالق کی پوشیدہ حقیقتوں کا پرتو، امین اور داعی ہوتا ہے۔ اس لیے عقیدہ رسالت ایک ایسا عقیدہ ہے، جو ایک جانب تو توحید الٰہی کا مظہر اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا عملی اظہار ہے، تو دوسری جانب وہ احکام ربانی کا عملی نمونہ اور امت مسلمہ کی شناخت کا واحد ذریعہ ہے جبکہ حضرت "محمد رسول اللہ" صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ ستودہ صفات اور آپؐ کی تعلیمات کے بغیر مسلمان نہ خدا کو حقیقی طور پر پہچان سکتے ہیں نہ اپنی شناخت قائم کر سکتے ہیں اور نہ ہی امت مسلمہ تشکیل دے سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انھیں دل و جان سے محبوب اور اپنی جانوں سے زیادہ عزیز ہیں اور ان کی تعلیمات کو وہ مشعل راہ اور حرز جان بنائے ہوئے ہیں۔

الہامی مذاہب میں اسلام کا امتیاز یہ ہے کہ اس کے نبیؐ تمام انسانوں کی طرف مبعوث ہوئے، وہ خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں۔ ان کی تعلیمات نہ صرف ابدی اور دائمی ہیں، بلکہ وہ قیامت تک تمام زمانوں اور مکانوں کے لیے یکساں مفید اور قابل عمل ہیں۔ نیز وہ انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی عقائد، عبادات، معاملات اور اخلاق و عمل کا پورا نظام ان کی اطاعت، ان کی پیروی اور ان کے اسوہ حسنہ پر کاربند ہونے سے عبارت ہوتا ہے۔ اور ان کی ہدایات پر عمل پیرا ہو کر ہی امت مسلمہ اپنا وجود، مسلمان اپنا تشخص اور انسان اپنا دین و مذہب انفرادی اور اجتماعی طور پر برقرار رکھ سکتے ہیں۔

تحریک پاکستان کے دوران ہمارے اسلاف نے یہ نعرہ بلند کیا تھا۔ کہ "پاکستان کا مطلب کیا؟" جس کے جواب میں برصغیر کی ملت اسلامیہ یک زبان اور ببانگِ دُہل یہ کہتی تھی " لا الہ الا اللہ " جس کا حتمی اور حقیقی مقصود و مدعا یہ ہوتا تھا، کہ نوزائیدہ ریاست پاکستان میں اسلامی نظام رائج ہو گا۔ یہ امر ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو خارج کر کے دین اسلام کا وجود، تشخص اور کردار قائم نہیں رکھا جاسکتا۔ کاش تحریک آزادی کے علمبردار اور کارپردازان

اس نعرہ آزادی کے جواب میں لا الہ الا اللہ کے ساتھ ساتھ "محمد رسول اللہ" بھی کہتے، تاکہ ۱۹۷۱ء میں پاکستان دولَخت نہ ہوتا۔ اس لیے اسلامی جمہوریہ پاکستان کا استحکام اور تحفظ وبقاء اس امر میں پوشیدہ ہے کہ اس ریاست کی حکومت، ادارے، عوام اور نظام اپنے آپ کو غلامی رسولؐ کا پابند بنائیں۔

تحریک پاکستان اور قیام پاکستان کے فوراً بعد پاکستانی قوم نے اسلامی ادارے قائم کیے۔ اسلام کو بطور دین اختیار کیا۔ پاکستان کے دستور میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ کو تسلیم کیا، ملکی قوانین کو قرآن وسنت کے تابع بنایا۔ ختم نبوت کو مسلمانوں کے عقیدہ رسالت کا جزو لاینفک بنایا۔ سیرت طیبہ اور تعلیمات نبویؐ کو نظام تعلیم میں سمویا نیز اسلامی نظریاتی کونسل، ادارہ تحقیقات اسلامی، وفاقی شرعی عدالت، وزارت مذہبی امور، مرکزی زکوٰۃ انتظامیہ، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اور اسلامی بنک کاری جیسے عظیم الشان ادارے وقتاً فوقتاً قائم کیے اور انہیں فعال بنایا۔ لیکن اسلام کی جان، دین کی روح، انسانی دکھوں کا مداوا اور انسانی رہنمائی کے عملی نمونہ "سیرت طیبہ" کے گہرے مطالعہ اور ترویج وتحقیق کے لیے پاکستان کے تشکیلی دور میں کوئی ادارہ قائم نہیں ہوا تھا۔ جس کی اشد ضرورت تھی۔

وزارت مذہبی امور نے اپنے قیام کے فوراً بعد ہمدرد وقف پاکستان کے تعاون سے ۱۹۷۴ء میں ایک بین الاقوامی سیرت کانفرنس کا اہتمام کیا۔ جس میں مشرق ومغرب کے نامور مذہبی سکالر اور عالمی سیرت نگار نے اپنے قیمتی نتائج تحقیق پیش کیے۔ اس عالمی سیرت کانفرنس کے اجلاس وفاقی دارالحکومت اسلام آباد کے علاوہ چاروں صوبائی دارالحکومتوں میں بھی منعقد ہوئے۔ اس بین الاقوامی کانفرنس کے اختتام پر جو اعلامیہ جاری کیا گیا اس میں اس امر کی پرزور سفارش کی گئی، کہ پاکستانی جامعات میں مسانید سیرت (seerat chairs) قائم کی جائیں۔ یہ مسانید سیرت نہ صرف پاکستان میں سیرت

مدینہ منورہ کا ایک قدیم منظر

طیبہؐ کی تعلیم وتدریس کا اہتمام کریں، بلکہ یہ سیرت طیبہؐ کے مختلف پہلوؤں پر تحقیقی سرگرمیوں کو بھی فروغ دیں۔ نیز یہ مسند ہائے سیرت اپنے اپنے دائروں میں سیرت نگاری کی پشت پناہی کریں۔ سیرت کے ادب کو فروغ دیں جبکہ تعلیمی اداروں میں سیرت طیبہؐ اعلیٰ درجوں تک مستقل مضمون (independent subject) کی حیثیت سے بھی متعارف کرائیں۔ گویا سیرت طیبہؐ اور اسوہ حسنہ کو ایک متحرک عنصر کے طور پر مسلم معاشرے میں عام کریں تاکہ اسوہ حسنہ پر عمل کرنا آسان ہو۔

اس سفارش پر عملدرآمد کرتے ہوئے حکومت پاکستان نے بڑے بڑے پاکستانی تعلیمی اداروں میں مسانید سیرت قائم کیں۔ چنانچہ جامعہ کراچی، جامعہ سندھ، جامعہ بلوچستان، اسلامی یونیورسٹی بہاول پور، بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان، جامعہ پنجاب لاہور، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اور جامعہ پشاور وغیرہ میں مطالعہ سیرت کی مسندیں قائم کیں، جو ابھی تک سرگرم عمل ہیں۔ اپنے دینی شغف اور دینی احکام پُرجوش انداز میں مکمل کرنے والا صوبہ خیبر پختون خوا مطالعہ سیرت میں بھی بازی لے گیا۔ کیونکہ جامعہ پشاور نے صرف مسند سیرت قائم کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس یونیورسٹی نے مطالعہ سیرت کا ایک مستقل مرکز فضیلت (Centre of Excellence) قائم کیا جو ایم فل اور ڈاکٹریٹ تک تعلیمی اور تحقیقی سہولیات فراہم کرتا ہے۔

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کا ممتاز ادارہ، ادارہ تحقیقات اسلامی بھی مطالعہ سیرت کے فروغ میں کلیدی کردار ادا کر رہا ہے۔ اس ادارے میں مطالعہ

سیرت اور تحقیقی کام کا مرکز ہے جس کا طرہ امتیاز یہ بھی ہے کہ اس کے پاس سیرت طیبہؐ پر کتابوں کا ایک وسیع کتب خانہ بھی موجود ہے۔ یہ کتب خانہ تقریباً دس ہزار کتب پر مشتمل ہے۔ اس میں بہت سی نادر کتب اور مخطوطات و مسودات بھی موجود ہیں۔ جو مشرق و مغرب سے لا کر اس جگہ محفوظ کیے گئے ہیں۔ اہل علم کی رائے میں یہ ایک عمدہ کتب خانہ ہے۔ جو سیرت طیبہؐ کے مختلف موضوعات اور متنوع پہلوؤں پر تحقیقی کام کرنے والے ماہرین سیرت کو یک جا بہت سا "سیرت ادب" مہیا کرتا ہے سیرت طیبہؐ کے خدام کے لیے یہ ایک عمدہ سہولت ہے۔

ان مسانید سیرت پر عالمی شہرت یافتہ اور نامور محققین اور اساتذہ کرام دادِ تحقیق دینے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ جن میں چند کے اسمائے گرامی یہ ہیں:۔ یہ فہرست مکمل نہیں ہے۔ بلکہ بطور نمونہ شامل کی جا رہی ہے۔

۱-	پروفیسر ڈاکٹر خالد علوی	۲-	پروفیسر ڈاکٹر احمد حسن	۳-	پروفیسر ڈاکٹر نورالدین
۴-	پروفیسر ڈاکٹر عبدالروف ظفر	۵-	پروفیسر ڈاکٹر شاہین قیصرانی	۶-	پروفیسر ڈاکٹر عبدالرشید
۷-	جناب خالد ایم اسحاق ایڈووکیٹ	۸-	پروفیسر ڈاکٹر قبلہ ایاز	۹-	پروفیسر عبدالجبار شاکر
۱۰-	پروفیسر ڈاکٹر معراج الاسلام	۱۱-	پروفیسر ڈاکٹر جمیلہ شوکت	۱۲-	پروفیسر ڈاکٹر عبدالرشید

مسانید سیرت کے سربراہان اور ان کے رفقاء کار کی مہارت، دلچسپی اور شبانہ روز محنت سے نہ صرف یہ مسانید قائم ہوئیں بلکہ ان سب نے سیرت شناسی، مطالعہ سیرت کے فروغ اور اسوہ حسنہ کو عملی سانچے میں ڈھالنے نیز پاکستان میں سیرت طیبہؐ کو ایک مکمل اور مستقل مضمون کے طور پر متعارف کرانے اور فروغ دینے میں انتہائی اہم کردار کیا۔ جس کے پاکستانی معاشرے پر مثبت اثرات مرتب ہوئے۔ پاکستان میں دینی عمل اور اخلاقی قدروں کو فروغ، نیز نظام تعلیم کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے میں بھی مدد ملی۔ چنانچہ مسانید سیرت کی خدمات اور اثرات کے چند پہلو یہ ہیں:

صدر ممنون حسین سیرت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے

۱۔ پاکستان کے نظام تعلیم میں "سیرت طیبہؐ" کو شامل کیا گیا۔ چنانچہ تیسری جماعت سے لے کر بی ایس سی پروگرام تک سیرت طیبہؐ کسی نہ کسی انداز میں شامل نصاب ہے۔ جو ایک عمدہ اقدام ہے۔ تاہم اس میں اضافے کی ضرورت ہے۔

۲۔ سیرت طیبہؐ ایک مستقل مضمون (subject) کے طور پر متعارف ہوئی، جامعہ پشاور میں سیرت طیبہؐ کا ایک مستقل شعبہ قائم کیا گیا۔ جس میں ڈاکٹریٹ تک تعلیم و تحقیق کی سہولتوں کو فروغ دیا جا رہا ہے۔

۳۔ سیرت طیبہؐ کے موضوع پر نہ صرف تحقیقی کاوشوں کو فروغ ملا بلکہ نتائج تحقیق کو عام کرنے کے مواقع میسر آئے۔ اس طرح کئی تصانیف زیر طبع سے آراستہ ہوئیں جن میں مسند عائشہ، انسان کامل اور سیرت نگاری کا مجموعہ وغیرہ شامل ہیں۔

۴۔ سیرت طیبہؐ کے متنوع پہلوؤں اور مختلف موضوعات پر تحاریر تحقیقی مجلات میں بکثرت طبع ہو رہی ہیں۔

۵۔ جو طلبہ سیرت طیبہؐ کے اہم موضوعات پر تحقیقی کام کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں نامور محققین اور اساتذہ کرام سے مدد اور رہنمائی میسر آنے لگی ہے۔

۶۔ ادارہ تحقیقات اسلامی کے مرکز مطالعہ سیرت میں ایک اعلیٰ پایہ کا ایک کتب خانہ قائم کیا گیا ہے، جن میں سیرت طیبہؐ کے مضمون پر چھپنے والی کتب وافر تعداد میں یک جا میسر ہیں۔ جن سے محققین استفادہ کر سکتے ہیں۔

۷۔ جامعات کی سطح پر سیرت کانفرنسیں بکثرت منعقدہ کی جاتی ہیں۔ یہ علمی مجالس جامعہ کراچی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، نمل یونیورسٹی، علامہ اقبال یونیورسٹی، پنجاب یونیورسٹی اور پشاور یونیورسٹی وغیرہ میں منعقد کی جاتی ہیں۔ جن سے استفادہ کر کے اعلیٰ تعلیم کے طلبہ اپنا کردار اور اخلاق سنوارتے ہیں۔

۸۔ ان مسانید نے ایسا ماحول قائم کرنے کی شعوری کوشش کی ہے۔ جس میں اسلامی علوم کے طلبہ عموماً اور سیرت طیبہؐ کے طلبہ خصوصاً عمل تحقیق کو اپنانے اور فروغ دینے کے خوگر بن جاتے ہیں۔ نیز ان میں دینی تعلیمات پر عمل کرنے کو فروغ ملتا اور کردار سازی کو عروج حاصل ہوتا ہے۔

۹۔ بعض مسانید سیرت نے عوام الناس کی رہنمائی کے لیے مواد طبع کر کے عام کیا ہے، جس کے مطالعہ سے تاجروں، طبیبوں، معلمین اور صحافیوں کو فائدہ پہنچا ہے اور سیرت طیبہ کے بارے میں ان کی معلومات میں اضافہ ہوا ہے۔

۱۰۔ سیرت طیبہؐ کو پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے رجحانات میں اضافہ ہوا ہے۔ اس طرح سے پاکستان میں قائم مسانید سیرت نے کردار سازی، معاشرے کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے، نیز پاکستان کو اسلامی، جمہوری، فلاحی اور رفاہی ریاست بننے کی طرف پیش قدمی کی ہے، اس طرح وطن عزیز میں سیرت طیبہ کو فروغ دینے کے لیے سازگار ماحول پیدا ہوا ہے۔

اس مثبت فعال اور مفید کردار کے باوجود مسانید سیرت کی خدمات اور دائرہ کار محدود ہو کر رہ گیا تھا۔ کیونکہ یہ مسانید صرف دینی حدود میں کام کر رہی تھیں۔ جبکہ حیات طیبہ، اسوہ حسنہ، احادیث مبارکہ اور اخلاق کریمانہ کی وسعت دینی امور تک محدود نہیں ہوتی بلکہ وہ انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں اور ساری جہات تک پھیلی ہوئی ہے۔ ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ انسان کی پیدائش کے پہلے سے شروع ہو کر مرنے کے بعد انسانی تکفین و تدفین کے بعد تک سیرت طیبہؐ کی رہنمائی اور عمل دخل جاری و ساری رہتا ہے۔ بلکہ سیرت طیبہؐ وہ اکسیر نسخہ ہے، جو انسان کی روحانی و جسمانی، مادی و غیر فانی نیز چھوٹی بڑی بیماریوں کا علاج اور مشکلات کا حل فراہم کرتا ہے۔ اس لیے وقت کا اہم تقاضا ہے کہ ہم سیرت طیبہؐ کے ایسے مطالعات پیش کریں، جو انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں پر محیط ہوں، انسانی دکھوں کا مداوا کریں، ہر شعبہ اور طبقۂ فکر کے افراد کو رہنمائی عطا کریں۔ ظاہر ہے کہ انسانی عقل و دانش اور علم و معرفت نیز تجربے و مشاہدے میں اضافے کے ساتھ ساتھ انسانی ضرورتوں اور مسائل میں بھی روزافزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس لیے یہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ مطالعہ سیرت کو زیادہ سے زیادہ وسعت دیں اور انسانی مشکلات کا تریاق سیرت نبویؐ سے تلاش کریں۔

یہ بات اس امر کا تقاضا بھی کرتی ہے کہ اس کائنات میں پائے جانے والے تمام علوم و فنون کا گہرا مطالعہ کر کے انہیں سیرت طیبہؐ کی روشنی میں از سر نو مرتب کیا جائے۔ کیونکہ ہمارا پختہ اور مصمم عقیدہ ہے کہ سیرت طیبہؐ ہمیں ان تمام علوم و فنون کو منتہائے ایزدی کے حصول اور انسانی خدمت کے لیے مثبت انداز میں استعمال کرنے کا پورا موقع، مواد اور راہ مہیا کرتی ہے۔ یہ ایک الگ بات ہے کہ ہم اپنی کوتاہ نظری، کم علمی

اور محدود فہم کی وجہ سے ان سب امور تک رسائی حاصل نہ کر پائیں۔ جب کہ سیرت طیبہؐ کا دامن وسیع ہے اور وہ جملہ علوم وفنون اور تمام انسانی امور کا احاطہ کرتی ہے۔

لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان ایک طرف تو تطبیقی علوم، تجارتی علوم، بنیادی سائنسی علوم، مالیاتی معاشی علوم، عقلی علوم، سماجی اور معاشرتی علوم نیز اطلاعاتی اور لسانی علوم کو سیرت طیبہؐ کی روشنی میں جانچ پرکھ، چھان پھٹک کر انسانوں کے لیے مزید سود مند بنائیں۔ ہماری اس فکر سے اتفاق کرتے ہوئے وفاقی وزیر محترم ڈاکٹر احسن اقبال نے حال ہی میں اعلیٰ تعلیمی کمیشن (HIGHER EDUCATION COMMISSION) کو تجویز دی ہے کہ سیرت طیبہ کی رہنمائی اور ہدایت سماجی علوم (social sciences) کے لیے عام کریں۔ چنانچہ انہوں نے سماجی علوم کے یہ آٹھ شعبے متعین کیے ہیں جن کا سیرت طیبہؐ کی روشنی میں جائزہ لے کر قابل عمل تجاویز اور سفارشات انسانیت کو فراہم کی جائیں۔ کیونکہ عالمی سطح پر سماجی علوم نہ صرف انسان پر براہ راست اثر انداز ہو کر اس میں مثبت اور مفید تبدیلیاں پیدا کرتے ہیں۔ بلکہ یہی علوم انسانی زندگی کے رجحانات (trends) بھی متعین کرتے اور دیگر علوم وفنون کی مفید رہنمائی کرتے ہیں۔ مجوزہ پہلو یہ ہیں۔ جن کا تعلق براہ راست سماجی علوم سے ہے:۔

وفاقی وزیر ڈاکٹر احسن اقبال

۱- قیادت اور حکومت	۲- عالمی امن	۳- انسانی حقوق اور سماجی انصاف
۴- کاروبار، تجارت اور حقوق املاک	۵- تعلیم وعلم	۶- پائیدار ترقی
۷- سماجی انصاف اور فلاح	۸- صنعتی تعلیم اور حقوق نسواں	

وفاقی وزیر کی اس تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے اعلیٰ تعلیمی کمیشن (H.E.C) نے ایک قومی کمیٹی تشکیل دی ہے جو وطن عزیز کے ماہرین سیرت طیبہؐ اور ماہرین سماجی علوم پر مشتمل ہے۔ جس نے تجویز کیا ہے، کہ پاکستان کی آٹھ ممتاز جامعات میں سماجی علوم اور مطالعہ سیرت کے شعبے قائم کیے جائیں۔ ہر جامعہ مذکورہ بالا موضوعات میں سے کسی ایک موضوع پر تحقیقی اور تدریسی سرگرمیوں کا ذمہ دار ہے اور ایک ماہر سیرت اور سماجی علوم اس پر عمل درآمد کرانے کا ذمہ دار ہو، جس کی طرف پیش رفت جاری ہے۔ جبکہ مسانید سیرت کو نئی قوت، نیا لائحہ عمل اور جدید منصوبوں سے آراستہ کر کے ان کا احیاء کیا جارہا ہے۔ اور انہیں مزید متحرک اور فعال بنایا جارہا ہے۔ جو وقت کی اہم ضرورت بھی ہے اور اپنی جگہ متعلقہ اداروں کا اہم اور مستحسن اقدام بھی ہے۔ تاہم اس امر کی ضرورت شدت سے محسوس کی جارہی ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں سیرت طیبہؐ کو ایک اہم مضمون قرار دے کر اسے انسانی زندگی کے تمام شعبہ اور سب پہلوؤں میں متعارف کرایا جائے۔ نیز سماجی علوم کے ساتھ ساتھ زندگی کے دیگر شعبوں میں بھی اس کی ہدایت کو عام کیا جائے۔ تاہم ایسا کرنے کے لیے ضروری ہے، کہ مسانید سیرت اس موضوع کے ان ضروری پہلوؤں پر توجہ دیں، جو نہ صرف ابھی تک گم نامی میں ہیں، بلکہ ان کی تکمیل کر کے ہی ہم ایک جانب سیرت طیبہؐ کو انسانی زندگی کا مکمل حوالہ بنا سکیں گے، تو دوسری جانب ہم ان مسانید کو حقیقی معنوں میں فعال، مستحکم اور نتیجہ خیز بنا سکیں گے۔ نیز پاکستان کو اسلامی جمہوری، رفاہی اور فلاحی ریاست بنانے کے خواب کو حقیقت کا روپ دے سکیں گے۔ اس لیے ہم ایسے نکات کی نشان دہی کرتے ہیں جنھیں اپنانا مسانید سیرت کی وسعت، افادیت اور خدمت کے آئینہ دار ہوں گے، یہ نکات صرف تجاویز ہیں۔ جن پر مزید غور کیا جائے۔

۱- خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سوانح حیات کے حوالے سے لاتعداد کتب، تصنیف اور موضوعات آج بھی مسلم محققین کا پسندیدہ موضوع ہے۔ لیکن پیغمبر اسلام کی ایک معتبر، مستند اور مصدقہ سوانح حیات ابھی تک میسر نہیں ہے۔ یہ کام امت مسلمہ پر قرض ہے کہ وہ اس محسن انسانیت کو ایک ایسی سوانح حیات مرتب کر کے انسانوں کو فراہم کرے، جو تضادات، اختلافات، مبالغوں، خود ساختہ کہانیوں، قیاس آرائیوں، غیر ضروری اضافوں اور ہر طرح کی زمانی اور ثقافتی ملاوٹوں اور آمیزشوں سے مبرا اور پاک ہو۔ اس میں خالق کون ومکان کے پیدا کردہ افضل ترین انسان کی زندگی کا ہر پہلو اور ہر واقعہ بالکل واضح اور شفاف اسلوب میں بیان ہو، جس میں کوئی اختلاف یا شک وشبہ نہ ہو نیز وہ اس طرح سے مکمل ہو کہ اس کا کوئی پہلو تشنہ نہ ہو۔

جن خوش نصیب اصحاب فکر و دانش نے سیرت طیبہؐ کے اس پہلو پر توجہ دی ہے۔ وہ اس موضوع کی حقیقی اور لاینحل مشکلات سے بخوبی آگاہ ہیں۔ اس لیے اس کٹھن اور دشوار کام کی تکمیل انتہائی ضروری ہے۔ یہ کام امت مسلمہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بھی قرض ہے۔ جس کا چکانا پوری امت مسلمہ کے لیے فرض کفایہ ہے۔ پاکستان جس کی تکمیل کر کے امت مسلمہ اور انسانیت کو ایک بہترین تحفہ دے سکتا ہے۔

۲۔ سیرت طیبہؐ بلا شبہہ انسانی زندگی کے تمام اجزاء اور سب پہلوؤں تک وسیع ہے۔ اس لیے یہ مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ محسن انسانیت کی حیات طیبہ، احادیث مبارکہ، اسوہ حسنہ اور اخلاقی اقدار کے اس پہلو کو پوری ذمہ داری، محنت اور جانفشانی سے ادا کریں اور ایک ایسا وسیع تر منصوبہ ترتیب دیں، جس میں انسانی زندگی کے تمام گوشے شامل ہوں۔ اس منصوبہ پر دو طرح سے عمل درآمد کیا جاسکتا ہے۔ کہ انسانی زندگی کے ہر پہلو اور ہر گوشہ پر ایک الگ کتاب تیار کر کے انسانی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے مہیا کی جائے۔ بعد میں ان کتب، مقالات، مضامین اور رشحات قلم کو یک جا جمع کر کے الفبائی ترتیب سے طبع کر دیا جائے۔ اس طرح سیرت طیبہؐ کا ایک دائرہ معارف تیار ہو جائے گا۔ تاہم اس منصوبے کی تکمیل و تنفیذ میں بہت سی عملی مشکلات درپیش ہوں گی۔ اس لیے دوسرا طریقہ یہ تجویز کیا جاتا ہے کہ آغاز کار سے ہی سیرت طیبہ کے دائرہ معارف کا منصوبہ تشکیل دیا جائے۔ اور ابتداء ہی سے اسے زیادہ سے زیادہ وسیع اور جامع بنایا جائے۔ اس انسائیکلوپیڈیا کے مختلف اجزاء کی تدوین و تصنیف بیک وقت

اس طرح کی جاسکتی ہے کہ اس دائرہ معارف سیرت، کا سارا کام آٹھ شعبوں میں تقسیم کر کے مختلف جامعات میں حسب ضرورت تقسیم کر دیا جائے اور اس کی تکمیل کے مراحل اور اہداف متعین کر کے جامعات کو اس کی تکمیل کا پابند بنایا جائے۔ اس طرح یہ کام قلیل مدت میں مکمل ہو سکتا ہے۔

۳۔ جدید مصادر کی دستیابی، رواۃ کی تعداد کا تعین، کمپیوٹر کا عام استعمال اور تربیت یافتہ وافر بشری قوت موجود ہونا چند ایسے عوامل ہیں جو نہ صرف سیرت نگاری میں انتہائی مفید اور ممد و معاون ہیں بلکہ وہ نگاری پر قابو پانے میں بھی یادگار اور مددگار ثابت ہوں گے۔ اس لیے مسانید سیرت کے لیے ضروری ہے کہ پہلے وہ" سیرت نگاری کا منہج" متفقہ طور پر تشکیل دیں۔ اس کے مطابق سیرت نگاروں کی تربیت کریں اور بعد ازاں وہ سیرت طیبہؐ کے رواۃ، سیرت طیبہؐ کے پورے مواد اور سیرت طیبہؐ کی معلومات کو پرکھیں، ان تمام امور کی درجہ بندی کریں۔ صحیح، ثقہ اور درست معلومات کو ضعیف، موضوع اور زبان زدِ عام عوام معلومات سے الگ کریں یہ ایک انتہائی اہم اور مفید کام ہے۔ جو ایک جانب سیرت طیبہؐ کی ثقہ معلومات مہیا کرے گا، تو دوسری طرف اس کام کی تکمیل سے مستقبل کی سیرت نگاری مستند مواد کی بنیاد پر ہی ممکن ہوگی۔

۴۔ جس طرح مشکل القرآن، مشکل الحدیث، مشکل اسماء الرجال اور مشکل الفقہ کے مضامین پر مصنفین نے قلم اٹھایا اور ان موضوعات پر مثالی کتب مدوّن کی ہیں۔ اسی طرح "مشکل السیرۃ" کے موضوع پر بھی کام کرنا نہ صرف سیرت نگاری کی مشکلات کا حل فراہم کرے گا بلکہ اس طرح سیرت نگاری کے بہت سے عصری تقاضے اور ضرورتیں بھی پوری ہو سکیں گی۔ ہماری دانست میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سوانح نگاری میں سب سے مشکل موضوع تواریخ اور ماہ و سال کے تعین کا ہے۔ کہ

سیرت طیبہ کا کونساواقعہ کس دن، ماہ یا سال میں پذیر ہوا۔ یہ مسئلہ عہد رسالت سے لیکر آج تک حل نہیں ہوا، بلکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ پہلو مزید پیچیدہ ہوتا جارہاہے۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کی ہمیشہ سے شدید ضرورت محسوس ہوتی رہی ہے۔ ہماری رائے میں یہ مسئلہ اس لیے پیدا ہوا کہ بعثت نبویؐ کے وقت عرب معاشرے میں نہ صرف بہت سی تقویم رائج تھیں۔ بلکہ ان کے ہاں "نسیئ" کارواج بھی عام تھا۔ اس عہد کے عرب معاشرے میں نہ صرف ہر قبیلے کا اپنا اپنا کیلنڈر ہوتا تھا۔ بلکہ مکی اور مدنی کیلنڈر بھی الگ الگ تھے نیز "نسیئ" کے رواج پر عمل کرتے ہوئے عرب سردار اور عرب قبائل مہینوں کے دنوں میں بھی کمی بیشی کرتے رہتے تھے۔ مزید برآں مہینوں میں تقویمِ تاخیر کرتے رہتے تھے۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مستند اور ثقہ سوانح عمری ترتیب دینے کی ضرورت پوری کرنے کے لیے عرب تقویم (arab calendar) کا مطالعہ ازبس ضروری ہے۔ کہ مختلف قبائل اور مختلف مقامات کے رواۃ کی بیان کردہ تواریخ سیرت میں موافقت، اور ہم آہنگی قائم کرکے تواریخ سیرت درست کی جاسکیں۔ جوایک بڑی علمی خدمت ہوگی۔

۵۔ میری رائے میں مستشرقین اور غیر مسلم مصنفین نے اسلام اور مسلمانوں کے تناظر میں سب سے زیادہ اور رکیک اعتراضات سیرت مطہرہ کے متنوع شعبوں پر کیے ہیں، مارگولتھ سے لیکر منٹگمری واٹ اور جان اسپوسیٹو تک سب غیر مسلم مصنفین نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مستودہ صفات کو ہدف تنقید بنایاہے۔ جس کا جواب دینا مسلمانوں کی دینی اور ملی ذمہ داری ہے۔ مسلمانوں نے یہ ذمہ داری ادا کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ لیکن میری دانست میں ان کا اسلوب قائدانہ نہیں بلکہ معذرت خواہانہ رہاہے۔ چنانچہ سرسید احمد خان، مولانا شبلی نعمانی اور سلیمان ندوی سے لیکر پیر کرم شاہ الازہری تک سب نے کسی نہ کسی اسلوب میں سیرت طیبہؐ کے بہت سے پہلوؤں پر معذرت خواہانہ رویہ اپنایاہے۔ اب وقت آگیاہے کہ سیرت طیبہؐ کے حوالے سے قائدانہ اسلوب (leading role) اپنایا جائے۔ ایسا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ سیرت نگار سیرت نگاری میں اسلوب روایت، اسلوب درایت، اسلامی منھاجیات، مغربی اسلوب تحقیق اور عصر حاضر کی متداول اور مروجہ زبان میں بخوبی مہارت رکھتاہو۔ تاکہ وہ عصر حاضر کو سیرت طیبہؐ کا پیغام مؤثر اور مستند طریقہ سے پہنچاسکے۔ اسی کام کی تکمیل سے انسانیت کا بھلا ہوگا۔

۶۔ سیرت طیبہؐ ایک حیاتیاتی موضوع (biological subject) ہے۔ جس طرح انسانی زندگی متنوع بوقلمونیوں سے پُر اور عبارت ہے اور یہ جدید مسائل اور نئے کوائف سے دوچار ہوتی رہتی ہے بعینہ اسی طرح سیرت طیبہؐ میں جدید موضوعات اور مضامین کا اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ سیرت مبارکہ کا ہر پہلو سراسر بہار ہے۔ اس لیے یہ عمل آج بھی جاری ہے اور مستقبل کا سیرت نگار بھی اس تبدیلی اور اضافے سے دوچار ہوگا۔ اس لیے مسانید سیرت کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس صورت حال پر فوراً بھرپور توجہ دیں۔ نیز ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے مستقبل کی منصوبہ سازی کریں۔ اس مقام پر سیرت طیبہ کے چند جدید موضوعات کی فہرست بطور نمونہ شامل کی جارہی ہے۔ اس فہرست میں مزید موضوعات کا اضافہ ہوتا رہے گا۔

سیاسیات سیرت، سیرت طیبہؐ اور سفارت کاری، عسکریات سیرت، اجتماعیات سیرت، نفسیات سیرت، وثائق سیرت، سوانح عمری کے جدید آفاق، تقویم سیرت، مشکلات سیرت، اداریات سیرت، سلاطین اور حکمرانوں کو لکھے گئے خطوط، مستقبلیات سیرت، معاشیات سیرت، سیرت طیبہؐ میں سراغ رسانی، ہجرت حبشہ کے اسباب و مضمرات، بین الاقوامی قانون اور سیرت، طب نبویؐ، سیرت کا موضوعاتی پہلو، سیرت کا مناظراتی ادب، کتب سیرت کی درجہ بندی، جغرافیہ سیرت، آثار سیرت، کتب سیرت کی زبانیں، فہارس کتب سیرت، رجال سیرت، اسلامی علوم وفنون اور سیرت، مخطوطات سیرت، خصائص و معجزات سیرت، جزیات سیرت، اسرائیلیات سیرت اور مستقبل سیرت۔

یہ چند موضوعات بطور نمونہ اور مثال تحریر کیے گئے ہیں۔ تاہم ان موضوعات کا احاطہ کرنا انسانی بس سے باہر ہے۔

۷۔ جیسا کہ سابقہ سطور میں واضح ہے کہ سیرت طیبہؐ کوئی جامد موضوع نہیں ہے بلکہ متحرک اور سدابہار مضمون ہے۔ اس میں نئے موضوعات کا پیدا ہونا اور موضوعات میں جدت کا سامنے آنا نیز ذیلی موضوعات کا وجود میں آنا معمول کی بات ہے۔ اس لیے آج کے انسان اور عصر حاضر کے مسلمان کو جو مسائل اور مشکلات درپیش ہیں، وہ سبھی سیرت طیبہ کا موضوع ہیں، اس لیے مسانید

سیرت کو مستقبل کی منصوبہ بندی کرنا ہو گی۔ چنانچہ اگر انسان خلاء (space) میں عمل دخل کرتا یا کسی اور سیارے پر قدم جماتا اورآباد ہوتا ہے، تو انسان اور مسلمان کو وہاں بھی سیرت طیبہؐ کی ہدایت اور رہنمائی مطلوب ہو گی۔ اس لیے سیرت کا مستقبل ایک اہم اور دلچسپ پہلو ہے۔

سیرت طیبہ کے قدیم وجدید موضوعات پر کام کرنے کے لیے محققین کے لیے ضروری ہے، کہ وہ سیرت طیبہؐ کے اصلی مصادر تک رسائی رکھتے ہوں۔ ان بنیادی مصادر سے استفادہ کر کے سیرت طیبہؐ کے موضوعات اور تحلیل کرنے کی صلاحیت سے بھی بہرہ ور ہوں۔ انہیں مشرقی زبانوں، غیر ملکی زبانوں اور جدید مناہج تحقیق پر مکمل عبور حاصل ہو۔ وہ انسان اور مسلمانوں کے عصری مسائل سے بخوبی آگاہ ہوں۔ مزید بر آں وہ تحقیق کی تربیت اور تحقیقی رجحانات سے بھی آگاہی رکھتے ہوں۔ تا کہ وہ نہ صرف سیرت نگاری کا حق ادا کر سکیں بلکہ وہ وطنِ عزیز کے استحکام اور ترقی میں خاطر خواہ کردار ادا کر سکیں۔

مسانید سیرت کے پروگرام میں تحقیق کو خصوصی اہمیت حاصل ہونی چاہئے۔ کیونکہ مستقبل میں اعلیٰ تعلیمی ادارے تعلیم و تدریس سے کم اور تحقیق سے زیادہ پہچانے جائیں گے۔ مزید بر آں مسلمانوں کو اقوام عالم میں اپنا مقام حاصل کرنے کے لیےتحقیق پر زیادہ انحصار کرنا ہو گا۔ جبکہ سیرت طیبہؐ کے موضوعات پر تحقیق کرنا مسلمانوں کے لیے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ اس لیے سیرت طیبہؐ کے اداروں کے لیے ناگزیر ہے کہ وہ تحقیقی منصوبوں کو پہلی ترجیح کے طور پر اپنائیں اور عصری تقاضوں کے مطابق انفرادی تحقیق کی جگہ اجتماعی تحقیق (collective research) کو رواج دیں۔ تا کہ اجتہادی ضرورتیں پوری ہوں، اور سیرت طیبہؐ کے مضوعات میں گہرائی اور گیرائی پیدا ہو نیز سیرت مبارکہ کے جدید اور مشکل موضوعات کی کم وقت اور بہتر انداز میں تکمیل ہو۔

PRESIDENT MAMNOON HUSSAIN GIVING AWAY PRIZES TO THE AWARD WINNING AUTHORS & POETS OF SEERAT AND NAAT DURING THE INTERNATIONAL SEERAT-UN-NABI (PBUH) CONFERENCE IN ISLAMABAD ON DECEMBER 2, 2017